سوشل سائنس

سماجی اور سیاسی زندگی – III

آٹھویں جماعت کے لیے درسی کتاب

4819

نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ
NATIONAL COUNCIL OF EDUCATIONAL RESEARCH AND TRAINING

Samaji Aur Siyasi Zindagi (Social & Political Life) Textbook for Class VIII

ISBN 978-81-7450-925-3

پہلا اردو ایڈیشن

فروری 2008 پھالگن 1929

دیگر طباعت

فروری 2014 ماگھ 1935

جولائی 2018 آشاڑھ 1940

اپریل 2019 چیتر 1941

PD 00 SPA

این سی ای آر ٹی کے پبلی کیشن ڈویژن کے دفاتر

این سی ای آر ٹی کیمپس
شری اروندو مارگ
نئی دہلی - 110016 فون 011-26562708

108,100 فٹ روڈ ہوسڈے کیرے ہیلی
ایکسٹینشن بناشنکری III اسٹیج
بینگلورو- 560085 فون 080-26725740

نوجیون ٹرسٹ بھون
ڈاک گھر، نوجیون
احمد آباد - 380014 فون 079-27541446

سی ڈبلیو سی کیمپس
بمقابل ڈھانکل بس اسٹاپ، پانی ہاٹی
کولکاتہ - 700114 فون 033-25530454

سی ڈبلیو سی کامپلیکس
مالی گاؤں
گواہاٹی - 781021 فون 0361-2674869

قیمت: ₹ 00.00

اشاعتی ٹیم

ہیڈ، پبلی کیشن ڈویژن	:	محمد سراج انور
چیف ایڈیٹر	:	شویتا اُپّل
چیف پروڈکشن آفیسر	:	ارون چتکارا
چیف بزنس منیجر	:	ابیناش کُلّو
ایڈیٹر	:	سید پرویز احمد
پروڈکشن آفیسر	:	عبدالنعیم

سرورق اور آرٹ — سی ایم اے سی؛ اسٹوری بورڈس — دیپنکار بھٹاّچاریہ

سرورق کی تصویر — شیبا چاشی

این سی ای آر ٹی واٹر مارک 80 جی ایس ایم کاغذ پر شائع شدہ

سکریٹری نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ، شری اروندو مارگ نئی دہلی نے .... میں چھپوا کر پبلی کیشن ڈویژن .... سے شائع کیا۔

پیش لفظ

'قومی درسیات کا خاکہ —2005' میں سفارش کی گئی ہے کہ بچوں کی اسکول کی زندگی، ان کی باہر کی زندگی سے ہم آہنگ ہونی چاہیے۔ یہ زاویۂ نظر، کتابی علم کی اس روایت کی نفی کرتا ہے جس کے باعث آج تک ہمارے نظام میں گھر اور سماج کے درمیان فاصلے حائل ہیں۔ نئے قومی درسیات کے خاکے پر مبنی نصاب اور درسی کتابیں اسی بنیادی خیال پر عمل آوری کی ایک کوشش ہے۔ اس کوشش میں مختلف مضامین کو ایک دوسرے سے الگ رکھنے اور رٹ کر پڑھنے کے طریقۂ کار کی حوصلہ شکنی بھی شامل ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ان اقدامات سے قومی تعلیمی پالیسی 1986 میں مذکور 'تعلیم کے طفل مرکوز نظام' کی طرف مزید پیش رفت ہوگی۔

اس کوشش کی کامیابی کا انحصار اس پر ہے کہ اسکولوں کے پرنسپل اور اساتذہ بچوں میں اپنے تاثرات خود ظاہر کرنے اور ذہنی سرگرمیوں اور سوالوں کے ذریعے سیکھنے کی ہمّت افزائی کریں۔ ہمیں یہ ضرور تسلیم کرنا چاہیے کہ بچوں کو اگر موقع، وقت اور آزادی دی جائے تو وہ بڑوں سے حاصل شدہ معلومات سے وابستہ ہوکر، نئی معلومات مرتب کرتے ہیں۔ آموزش کے دوسرے ذرائع اور محل وقوع کو نظر انداز کرنے کے بنیادی اسباب میں سے ایک اہم سبب مجوزہ درسی کتاب کو امتحان کے لیے واحد ذریعہ بنانا ہے۔ بچّوں کے اندر تخلیقی صلاحیت اور پیش قدمی کے رجحان کو فروغ دینا اسی وقت ممکن ہے جب ہم آموزشی عمل میں بچّوں کو بحیثیت شریک کار قبول کریں اور اُن سے اسی طرح پیش آئیں۔ انھیں محض مقررہ معلومات کا پابند نہ سمجھیں۔

یہ مقاصد اسکول کے معمولات اور طریقۂ کار میں معقول تبدیلی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ روزمرہ نظام الاوقات (Time-Table) میں لچیلا پن اُسی قدر ضروری ہے جتنی کہ سالانہ کیلنڈر کے نفاذ میں سخت محنت کی تاکہ مطلوبہ ایّام کو حقیقتاً تدریس کے لیے وقف کیا جاسکے۔ تدریس اور اندازۂ قدر کے طریقوں سے بھی اس امر کا تعین ہوگا کہ یہ درسی کتاب، بچوں میں ذہنی تناؤ اور اکتاہٹ کا ذریعہ بننے کے بجائے ان کی اسکولی زندگی کو خوش گوار بنانے میں کس حد تک مؤثر ثابت ہوتی ہے۔ نصابی بوجھ کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے نصاب سازوں نے مختلف سطحوں پر معلومات کی تشکیل نو اور اسے نیا رخ دینے کی غرض سے بچوں کی نفسیات اور تدریس کے لیے دستیاب وقت پر زیادہ سنجیدگی کے ساتھ توجہ دی ہے۔ اس مخلصانہ کوشش کو مزید بہتر بنانے کے لیے یہ درسی کتاب سوچنے اور محسوس کرنے کی تربیت، چھوٹے گروپوں میں بحث ومباحثہ کرنے اور عملاً انجام دی جانے والی سرگرمیوں کو زیادہ اولیت دیتی ہے۔

این سی ای آر ٹی اس کتاب کے لیے تشکیل دی جانے والی ''کمیٹی برائے درسی کتاب'' کی مخلصانہ کوششوں کی شکرگزار ہے۔ کونسل سماجی علوم کی درسی کتب کی مشاورتی کمیٹی کے چیئر پرسن پروفیسر ہری واسودیون، خصوصی صلاح کار سارد ا بالا گوپالن اور صلاح کار دیپتا بھوگ کی ممنون ہے۔ اس درسی کتاب کی تیاری میں جن اساتذہ نے حصّہ لیا، ہم ان کے متعلقہ اداروں کے بھی شکر گزار ہیں۔ ہم ان سب ہی اداروں اور تنظیموں کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے اپنے وسائل، ماخذ اور عملے کی فراہمی میں فراخ دلی کا ثبوت دیا۔ ہم وزارت برائے فروغ انسانی وسائل کے شعبہ برائے ثانوی اور اعلیٰ ثانوی تعلیم کی جانب سے پروفیسر مرنال مری اور پروفیسر جی۔ پی۔ دیش پانڈے کی سربراہی میں تشکیل شدہ نگراں کمیٹی (مانیٹرنگ کمیٹی) کے اراکین کا بھی خصوصی شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے اپنا قیمتی وقت اور تعاون ہمیں دیا۔ باضابطہ اصلاح اور اپنی اشاعت کے معیار کو مسلسل بہتر بنانے کے مقصد کی پابند ایک تنظیم کے طور پر این سی ای آر ٹی تمام مشوروں اور آرا کا خیر مقدم کرتی ہے تاکہ کتاب کو مزید غور وفکر کے بعد اور زیادہ کارآمد اور بامعنی بنایا جاسکے۔

نئی دہلی
30 نومبر 2007

ڈائریکٹر
نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ

کمیٹی برائے درسی کتب

چیئر پرسن، مشاورتی کمیٹی برائے سماجی علوم (اعلیٰ ثانوی سطح)

ہری واسودیون، پروفیسر، شعبۂ تاریخ، کلکتہ یونیورسٹی، کولکاتہ

خصوصی صلاح کار

ساردابالا گوپالن، سینٹر فار دی اسٹڈی آف ڈیولپنگ سوسائیٹز (سی ایس ڈی ایس)، راج پور روڈ، دہلی

صلاح کار

دیپتا بھوگ، نرنتر — سینٹر فار جینڈر اینڈ ایجوکیشن، نئی دہلی

اراکین

اروندسرادانا، ایکلو یہ — انسٹی ٹیوٹ فار ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ انوویٹک ایکشن، مدھیہ پردیش

اشیتارونددرن، لیکچرر، ڈی ای ایس ایس ایچ، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

بھاوناملانی، ششوکنج انٹرنیشنل اسکول، اندور، مدھیہ پردیش

کرشنامینن، ریڈر، لیڈی شری رام کالج، نئی دہلی

کرشنانند پانڈے، گورنمنٹ مڈل اسکول، کھودری، ضلع بلاسپور، چھتیس گڑھ

لتیکا گپتا، کنسلٹینٹ، ڈپارٹمنٹ آف ایلمنٹری ایجوکیشن (ڈی ای ای)، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

مالنی گھوش، نرنتر — سینٹر فار جینڈر اینڈ ایجوکیشن، نئی دہلی

راجیو بھارگو، سینئر فیلو، سینٹر فار دی اسٹڈی آف ڈیولپنگ سوسائیٹز (سی ایس ڈی ایس)، دہلی

رام مورتی، گورنمنٹ سینئر سیکنڈری اسکول، دیپ سنگوالہ، ضلع فریدکوٹ، پنجاب

سوکنیابوس، ایکلو یہ ریسرچ فیلو، نئی دہلی

وی۔ گیتا، ایڈیٹر، تارا پبلشنگ، چینئی

ورنداگروور، ایڈو کیٹ، نئی دہلی

ممبر کوآرڈی نیٹر

مَلّاوی۔ ایس۔ وی۔ پرساد، لیکچرر، ڈپارٹمنٹ آف ایجوکیشن ان سوشل سائنسز اینڈ ہیومینیٹیز (ڈی ای ایس ایس ایچ)، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

اردو ترجمہ

محمد انور انصاری، سرودیہ ودیالیہ، نورنگر، نئی دہلی (باب 1 سے 3)

بشیر احمد انصاری، ریٹائرڈ اکیڈمک آفیسر، بیگم پورہ، کیمپ، پونہ (باب 4 سے 10)

پروگرام کوآرڈی نیٹر (اردو ترجمہ)

فاروق انصاری، ریڈر، ڈپارٹمنٹ آف لینگویجز، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

اظہار تشکر

این سی ای آر ٹی ان تمام اداروں اور افراد کی ممنون ہے جنھوں نے اس درسی کتاب کی تیاری میں بالواسطہ یا براہ راست تعاون کیا۔

آدتیہ نگم، ایلیکس جارج، اودھنید رشرن، عذرا رزاق، فرح نقوی، کائی فریز، کوشک گھوش، کم کم رائے، ایم۔ وی۔ سری نواسن، رادھیکا سنگھا، رانا بہل اور یوگیندر یادو نے کتاب میں شامل کئی موضوعات پر اپنے بیش قیمتی مشوروں سے نوازا۔ کونسل ان کی شکرگزار ہے۔ اس کے علاوہ کونسل ایڈیٹر اُروشی بوٹالیا کی محنت اور ناگزیر کام اور دیشا ملک کی ایڈیٹنگ اور پروف ریڈنگ کے لیے بے حد ممنون ہے۔ کونسل کہانی بورڈوں پر بیش قیمت مشوروں کے لیے اور پجیت سین کا خصوصی شکریہ ادا کرتی ہے۔ یونٹ 2 میں خانگی تشدد سے متعلق بل پر کہانی بورڈ میں تعاون کے لیے لائرز کلیکٹو کے اراکین بھی خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں۔

کونسل ان اداروں کے تعاون کے لیے بے حد مشکور ہے: لوک سبھا سکریٹریٹ، راجیہ سبھا سکریٹریٹ، پریس انفارمیشن بیورو، فوٹو ڈویژن، وزارت برائے اطلاعات ونشریات، الیکشن کمیشن، نیشنل انفورمیٹکس سینٹر، ہندوستان ٹائمس، آوٹ لک، ڈاون ٹو ارتھ اور ان سبھی اداروں کے عملے کے تعاون کا بھی ممنون ہے۔ ہم وزارت برائے صارفین کے معاملات کے بھی شکرگزار ہیں جنھوں نے 'Emblems and Names (Prevention of Improper Use) Act, 1950' کے تحت پارلیمنٹ اور عدلیہ کی تصاویر کے استعمال کی اجازت دی۔

اس کے علاوہ کونسل ان افراد کی بھی شکرگزار ہے جنھوں نے اس کتاب کے لیے تصاویر اور پوسٹر فراہم کیے: بھوپال کی تصاویر کے لیے شیبا چاچی، سمبھاونا ٹرسٹ کے موڈے ڈور، شالینی شرما، ریان بوڈیانی اور جوئے اتھیلے کا؛ بھوپال کی تصاویر کے لیے گرین پیس، خاص طور پر جے شری نندی کا؛ اور فورڈ کمپین کے ممبران کا۔ ہم ہندوستان ٹائمس کے سندیپ شاستری اور بھگوتی (سرائے) کی خدمات کا بھی اعتراف کرتے ہیں۔ اس کتاب کا ڈیزائن شربنی رائے نے تیار کیا ہے۔ ہر قدم پر انھوں نے جس صبر تحمل اور دلچسپی کا مظاہرہ کیا ہے وہ لائق ستائش ہے۔

سری جن اسکول، دہلی اور سرودیہ کنیا ودیالیہ، دہلی کے طلبا نے مذہبی رواداری کے موضوع پر اس کتاب کے لیے کئی تصاویر بنائی ہیں۔ کونسل ان بچوں اور ان کی اساتذہ نتاشہ دتا اور جیوتی سیٹھی کی ممنون ہے۔ ہم فرح فاروقی کے بھی شکرگزار ہیں جنھوں نے اپنی بیٹی عینی کے مضمون کو اس کتاب میں شامل کرنے کی اجازت دی۔ کونسل سردار پٹیل ودیالیہ کے آٹھویں جماعت کے طالب علم اروندھتی راجیش کے آخری اکائی کے بارے میں فیڈ بیک کے لیے ممنون ہے۔

دی سینٹر فار دی اسٹڈی آف ڈیولپنگ سوسائٹیز (سی ایس ڈی ایس)، ایکلویہ اور نرنتر نے ہمیشہ کی طرح اس درسی کتاب کی تیاری میں ہماری مدد کی۔ کونسل نرنتر؛ پرسنّا اور انیل کے تعاون کے لیے خاص طور پر ممنون ہے۔

ہم پروفیسر سوتیا سنہا، ہیڈ، (ڈی ای ایس ایس ایچ) کی رہنمائی اور مدد کے لیے بے حد ممنون ہیں۔ ہم ڈی ای ایس ایس ایچ کے انتظامیہ کے لوگوں کے بھی شکرگزار ہیں۔

کونسل اس کتاب کے اردو ترجمہ کے لیے ڈاکٹر بشیر احمد انصاری اور جناب محمد انور انصاری کی شکرگزار ہے۔

کونسل اس کتاب کے اردو مسودے کی ویٹنگ کے لیے منعقد کی گئی ورکشاپ کے شرکا پروفیسر دیوان غیور خان، بنارس ہندو یونیورسٹی، وارانسی؛ ڈاکٹر ارجمند آرا، دہلی یونیورسٹی، دہلی؛ ڈاکٹر بشیر احمد انصاری، کیمپ، پونہ؛ پروفیسر محمد نعمان خاں، ڈپارٹمنٹ آف لینگویجز، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی؛ جناب خورشید اختر، وزارت برائے اطلاعات ونشریات، بھوپال؛ ڈاکٹر فاروق انصاری، ڈپارٹمنٹ آف لینگویجز، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی؛ ڈاکٹر چمن آرا خان، ڈپارٹمنٹ آف لینگویجز، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی؛ ڈاکٹر ایم۔ وی۔ ایس۔ وی پرساد، ڈی ای ایس ایس ایچ، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی اور جناب محمد انور انصاری، سرودیہ بال ودیالیہ، نور نگر، دہلی کے بیش قیمت مشوروں کے لیے بے حد ممنون ہے۔

اس کتاب کی تیاری کے لیے کونسل ڈی ٹی پی آپریٹر ابوالحسن، فلاح الدین فلاحی اور ابوطلحہ اصلاحی، کاپی ایڈیٹر ابو امام منیر الدین اور صدر الدین، پروف ریڈر محمد اکبر اور کمپیوٹر اسٹیشن انچارج پرش رام کی بے حد ممنون ہے۔

اساتذہ کے لیے تعارفی نوٹ
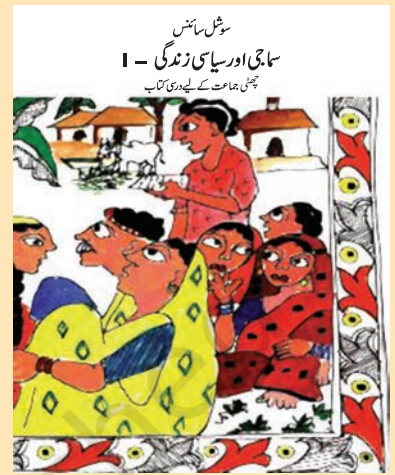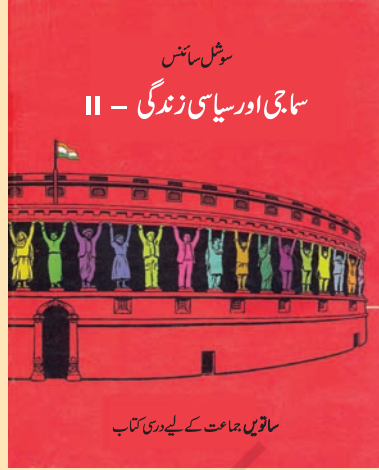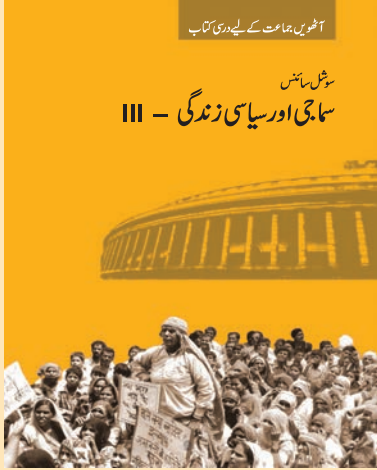
سماجی اور سیاسی زندگی کے سلسلے کی یہ تیسری اور آخری کتاب ہے۔ علم سیاسیات اور علم معاشیات کے موضوع سے متعلق بعض پہلوؤں پر ہم نے بحث کی ہے، طلبا ان سے متعلق اعلیٰ جماعتوں میں مزید معلومات حاصل کرتے رہیں گے۔ گذشتہ دو برسوں میں ہم نے اس مطالعہ کے موضوع کے نئے پہلوؤں پر توجہ مرکوز کی ہے۔ اس سال کا تعارفی نوٹ زیادہ نجی نوعیت کا حامل ہے کیوں کہ اس میں ہم ان محرکات کا ذکر کر رہے ہیں جن کی وجہ سے نئی طرز کی ان کتابوں کو لکھنے کی ترغیب ہوئی نیز اس سلسلے میں اساتذہ کے مرکزی کردار پر بھی گفتگو کریں گے۔

نصاب کی بار بار از سر نو ترتیب سے عموماً اساتذہ بڑے جذباتی ہو جاتے ہیں۔ نصاب پر نظر ثانی میں اساتذہ کا کوئی رول نہیں ہوتا ہے لیکن جماعت میں اس نئی کتاب کو پڑھانا ہوتا ہے۔ عام طور سے اساتذہ یہ نہیں جانتے کہ یہ تبدیلیاں کیوں کی گئی ہیں۔ ان کی مایوسی اور بسا اوقات بیزاری سے تبدیلیوں کا متوقع اثر نہیں ہو پاتا۔ کبھی کبھی شکوک اور اندیشوں کی وجہ سے اساتذہ مضمون کے نئے خیالات اور موضوعات پر سنجیدگی سے غور نہیں کر پاتے۔ اس بے نیازی سے یہ رجحان بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ اساتذہ ان تدریسی اقدامات کو قبول ہی نہ کریں جو نئے خیالات کے فروغ کی بنیاد بنتے ہیں۔ اسی لیے گذشتہ تین برس میں ان درسی کتب کو نئے ڈھنگ سے مرتب کرنے میں ہمارا جو نقطۂ نظر اور موقف رہا ہے اسے اس میں آپ کو شامل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سماجی اور سیاسی زندگی کے تعلیمی مقاصد کو بروئے کار لانے میں آپ اساتذہ کے کردار کی اہمیت کو سمجھیں گے۔

تین سال قبل جب ہم نے یہ طے کیا تھا کہ مڈل اسکول کی جماعتوں میں سوشل سائنس میں کچھ نئے پہلوؤں کو شامل کیا جائے تو غالباً یہ اقدام ایک دلچسپ لیکن مشکل کام کی حیثیت رکھتا تھا۔ چوں کہ ہم میں سے بہت سے لوگ اسکول میں شہریات کی تدریس سے منسلک رہے اور جانتے تھے کہ طلبا کے لیے یہ مضمون کتنا اکتا دینے والا ہے اس لیے یہ کام نہایت دلچسپی کا حامل تھا۔ ہم نے شہریات کی کتابوں کا تجزیہ کیا تھا اور ہندوستانی جمہوریت سے متعلق ان کی سمجھ کے محدود دائرے سے ہم بڑے مایوس ہوئے تھے۔ خاص طور سے دو باتیں ہمارے لیے پریشان کن تھیں: ایک تو یہ کہ ان درسی کتابوں میں ایسی ٹھوس مثالیں نہیں تھیں جن سے ہندوستان کی عوامی زندگی میں جمہوریت کا عمل نمایاں ہو سکے۔ دوسری بات یہ کہ ان کتابوں میں اداروں اور ان کے طریقۂ کار کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے گویا ان کی کارکردگی دستور میں بیان کردہ توقعات کے عین مطابق ہوتی ہے۔

مزید یہ کہ ہم ایک ریسرچ پروجیکٹ میں شریک تھے۔ جس میں یہ انکشاف ہوا کہ طلبا سرکاری اداروں، ان کے طریقۂ کار اور حکومت سے وابستہ افراد کو سمجھنے میں غلطیاں کرتے ہیں۔ مثلاً وہ قانون ساز اسمبلی اور عاملہ میں فرق نہیں کر پاتے۔ ایک استاد کی حیثیت سے آپ ان درسی کتابوں کی کمیوں پر اکثر غور کرتے ہیں۔ ہمیں اس امر سے بھی تحریک ملی کہ مڈل اسکول کے نصاب میں دور حاضر کے سماجی اور سیاسی معلامات کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی۔ اگر چہ شہریات کی تعلیم میں حکومت پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے ان سیاسی اور سماجی معاملات پر بھی توجہ دی جاتی ہے لیکن مطالعے کے اس نئے موضوع پر کام کرنے سے اس فوکس کو وسیع تر کرنے کا موقع ملا کہ حکومت کے کردار پر سے توجہ ہٹائے بغیر اس کو کس طرح مزید دلچسپ بنایا جاسکتا ہے۔

ہمارے سامنے تین قسم کے سوالات تھے۔ پہلا یہ کہ ہم طلبا کو کس طرح موجودہ سماجی اور سیاسی حکمتوں سے واقف کرائیں اور سمجھائیں۔ اس پہلے سوال پر غور کرتے ہوئے، ہمیں درج ذیل باتیں سمجھ میں آئیں: اوّل یہ کہ درسیات میں ہمیں ان امور کو شامل کرنا چاہیے جو طلبا کی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں؛ دوم، طلبا کو یہ سمجھانا ضروری ہے کہ 'جمہوریت' محض حکومت کے اداروں کے کام کرنے کا نام نہیں بلکہ جمہوریت بنیادی طور پر شہریوں کے کردار پر منحصر ہوتی ہے؛ سوم یہ کہ نئے درسی مواد کے ساتھ تدریسی طریقہ بھی الگ قسم کا ہونا چاہیے۔

دوسرا سوال ہمارے سامنے یہ تھا کہ اس مضمون کے تحت کن مقاصد، خیالات یا موضوعات کا درسی مواد کے لیے انتخاب کیا جائے۔ یہاں ہم نے بہت سے موضوعات تلاش کیے جو مڈل اسکول کے لیے موزوں تھے اور جن کا قدرے گہرائی سے تجزیہ کیا جاسکتا تھا۔ بدقسمتی سے سوشل سائنس مضمون کے متعلق یہ خیال طلبا کے ذہن میں جڑ پکڑتا جارہا ہے کہ یہ مضمون معلومات عامہ (جنرل نالج) کا ایک دفتر ہے جسے رٹ کر سیکھنا پڑتا ہے۔ یہ خیال اور رجحان سوشل سائنس کے اس خاص مقصد کے برعکس ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں کہ اس مضمون سے انسان میں وہ نظر پیدا کرنا مقصود ہے جو ہمارے اطراف کے حالات کا تجزیہ کرسکے۔ سماجی مسائل کا تجزیہ کرنے کی ضرورت کا احساس دن بدن بڑھتا جارہا ہے اور اس صلاحیت کو حاصل کرنے کی حمایت وہ بھی کررہے ہیں جو یونیورسٹیوں میں 'سائنس' پڑھاتے ہیں۔ سوشل سائنس کے اساتذہ کی حیثیت سے ہمیں اپنے مطالعے کے اس نئے موضوع پر فخر محسوس کرنا چاہیے کیوں کہ اس سے ہمیں یہ موقع ملتا ہے کہ طلبا میں وہ انفرادی خصوصیت وخوبی پیدا کریں کہ وہ اپنے ماحول کے موجودہ حالات کا معلومات کے ساتھ ساتھ تنقیدی نظر سے جائزہ لے سکیں۔

تیسرا سوال اس مضمون کے سلسلے میں اساتذہ سے ہماری توقعات کے بارے میں تھا۔ یہ سوال زیادہ تر طریقۂ تدریس سے تعلق رکھتا تھا۔ اس بارے میں ہمارا خیال یہ تھا: اوّل یہ کہ ہم جن تصورات پر بحث کررہے ہیں، جہاں تک ممکن ہو ان کی تعریف نہ دی جائے۔ دوم یہ کہ ہم کہانی بورڈ اور تخلیقی اظہار کے دوسرے طریقے اختیار کریں تاکہ طلبا کے دلوں میں پیش کیے گئے معاملات سے ذہنی مناسبت پیدا ہوجائے۔ سوم یہ کہ درسی مواد کے درمیان اور آخر میں جو سوالات دیے جائیں انھیں حل کرنے کے مرحلے میں طلبہ میں مواد کا تجزیہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہوجائے۔ جو تصویری مواد کتاب میں استعمال کیا جائے، خواہ وہ کہانی بورڈ ہو، فوٹو گراف ہوں یا تصویری مضمون ہو، وہ سب مواد کا ایک لازمی جزو ہوں اور مسائل کے مزید تجزیے میں کام آئیں۔ انھیں تزئین عبارت کے لیے استعمال نہ کیا جائے۔

ظاہر ہے کہ ان تمام خیالات کو جماعت کے کمرے میں کامیابی کی منزل تک پہنچانے کے لیے صرف درسی کتاب کافی نہیں ہے۔ ہمیں اس کا احساس تھا کہ ایک قومی سطح کی درسی کتاب ایک وسیع ملک کے طلبا کی زندگی کی تکثیریت اور رنگارنگی میں نہاں مخصوص مواد کو پیش کرنے میں کسی بھی لحاظ سے اہل نہیں ہوگی۔ جہاں تک ممکن ہوسکا ہم نے کیس اسٹڈیز میں ملک کے مختلف علاقوں اور مختلف سماجی گروہوں کو شامل رکھنے کی کوشش کی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ دور حاضر کے سروکاروں کو پیش کرنے میں ہمارے سماجی ڈھانچے میں رچی بسی عدم مساوات لازماً نمایاں ہوگی۔ چنانچہ جماعت میں معلومات اور خیالات کا تبادلہ کرنے میں میانہ روی اختیار کرنا بہت ضروری ہے اور یہ کام اساتذہ بہتر طریقے سے کرسکتے ہیں۔ اساتذہ کا کام محض کتاب کے مواد کو طلبا تک پہنچادینا ہی نہیں بلکہ شروع ہی سے آپ سے یہ توقع کی گئی ہے کہ آپ موضوع کے تعلق سے مختلف قسم کی مثالیں خصوصاً مقامی مثالیں طلبا کے سامنے رکھیں اور انھیں اہم معاملات کا تجزیہ خود کرنے کی ترغیب دیں۔ یہ کتابیں اس سے قبل کی روایتی کتابوں سے ان معنوں میں مختلف ہیں کہ ان میں عدم مساوات کی مخصوص صورتوں کی نشاندہی کی گئی

ہے۔ذات، مذہب اور جنس کی تفریق ایسے حقائق ہیں جو اسکول کی چار دیواری میں بھی موجود ہیں۔اس لیے آپ سے یہ بھی توقع ہے کہ آپ ان معاملات سے نمٹنے میں پوری حساسیت برتیں گے۔

برازیل کے تعلیمی ماہر پاؤلو فرائر (Paulo Freire) نے (جنھوں نے رٹ کر سیکھنے کے بارے میں کہا ہے کہ یہ ایسا ہی ہے گویا بینک میں پیسہ جمع کیا جا رہا ہے) ایک جگہ لکھا ہے کہ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ اپنے خوابوں کے ایک حصہ کو اپنی تعلیمی جگہ (مراد اسکول) پر بسر کرنے کی کوشش کریں (مراد عملی جامہ پہنائیں)۔اور، ہمیں توقع تھی کہ کلاس میں سماجی اور سیاسی زندگی اساتذہ کو ایسا موقع فراہم کرے گی کیوں کہ درسی کتابوں میں جن موضوعات پر بحث کی گئی ہے وہ انصاف، مساوات اور وقار کے لیے عوامی جدوجہد سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ہمیں یہ بھی امید تھی کہ اساتذہ ان موضوعات سے اچھی طرح متعارف ہو جائیں گے تو طلبا کی رہنمائی کرتے ہوئے انھیں موجودہ حالات اور مسائل پر تنقیدی نظر سے سوالات کرنے کے قابل بنائیں گے۔

ہمیں اس کا احساس بھی تھا کہ طلبا میں ہم تنقیدی نظر تو پیدا کرنا چاہتے ہیں لیکن اسے لازمی طور پر وسیع النظری سے مربوط ہونا چاہیے۔یہ اس لیے ضروری تھا تاکہ وہ کثیر معلومات پر مبنی تجزیہ کر سکیں اور ہندوستان کے سماجی اور سیاسی زندگی کے بیّن حقائق پر بحث یا گفتگو کرتے ہوئے کوئی ہیجانی کیفیت پیدا نہ ہو جائے۔ ہم طلبا میں مثبت تنقیدی نظر پیدا کرنا چاہتے تھے یعنی تنقیدی نظر تو ہو لیکن مثبت قسم کی ہو۔ممکن ہے آپ کو یہ دونوں عمل متضاد معلوم ہوں لیکن ہم پورے یقین کے ساتھ اس خیال سے متفق تھے کہ ان دونوں میں سے کوئی عمل دوسرے کے بغیر نہ ہو، دونوں متوازی ہوں۔طلبا سے اگر غیر مساوی حقائق بیان کیے جائیں اور حالات کو بہتر بنانے کے اقدامات سے لاعلم رکھا جائے تو ان میں مایوسی کی کیفیت پیدا ہوگی۔اس کے برعکس اگر انھیں صرف یہ سکھایا جائے کہ ہندوستان میں ایک مثالی جمہوریت قائم ہے اور طلبا سے توقع کریں کہ مثبت نقطۂ نظر رکھیں تو یہ بات گمراہ کن ہوگی کیوں کہ آئے دن ہونے والے واقعات مسلسل ایک الٹی تصویر پیش کرتے رہتے ہیں۔

ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے پاس ایک بصیرت افروز دستاویز دستور کی صورت میں ہماری رہنمائی کے لیے موجود ہے۔اس کے علاوہ آزادی کی جدوجہد کی تاریخ بھی ہے۔یہ دو اوزار ہیں جن کے متعلق ہم چاہتے ہیں کہ طلبا ان کی مدد سے تنقیدی تجزیہ کرنا بھی سیکھ لیں اور ساتھ ہی یہ تجربہ ان کے لیے امید افزا اور مثبت بھی ثابت ہو۔ہندوستانی آئین ایک بصیرت افروز دستاویز ہے اور بہت سے افراد اور سماجی تحریکوں نے ناانصافی اور ظلم جیسے مسائل پر لوگوں کی توجہ مبذول کرنے کے لیے اس کا سہارا لیا ہے۔ہم نے اس نئے درسی موضوع میں آئین کو ایک اصولی اخلاقی کسوٹی کے طور پر برتا ہے۔مزید یہ کہ کتاب میں سماجی تحریکوں کا ذکر طلبا پر یہ واضح کرنے کے لیے کیا گیا ہے کہ محض آئین کی موجودگی مساوات اور وقار کے حصول کی ضمانت نہیں ہے بلکہ لوگوں کی مسلسل کوششوں او رجدوجہد سے ہی یہ حقوق حاصل ہو سکیں گے۔

اس درسی کتاب کو مرتب کرتے وقت ہمیں اس کا احساس تھا کہ مستقبل میں سماجی اور سیاسی زندگی کے معاملات میں تبدیلیاں ہوں گی اور اسی کے مطابق درسی کتب کا متن بھی تبدیل ہوگا۔ہمیں امید ہے کہ مذکورہ بالا گفتگو سے یہ واضح ہو گیا ہوگا کہ ہم نے یہ کتب کیوں مرتب کیں اور طلبا اور اساتذہ کے شعوری طور پر تجزیاتی مزاج اختیار کرنے کے سلسلے میں ہم کیا توقع رکھتے ہیں۔اس گفتگو سے اس مضمون میں آپ کی دلچسپی، لگن اور کارکردگی کا احساس بھی گہرا ہو جائے گا۔ہمیں امید ہے اور آپ اس امر سے اتفاق کریں گے کہ ''سماجی اور سیاسی زندگی'' ہی وہ واحد موضوع ہے جو معاصر سماجی اور سیاسی مسائل کا احاطہ کرتا ہے۔اس سیریز سے آپ کو ان طریقوں کو معلوم کرنے کا موقع ملتا ہے جو آپ کے طلبا کی زندگی کو سماج کے بڑے اور وسیع تر مسائل سے وابستہ کرتے ہیں۔ہم چاہتے ہیں کہ آپ ان مواقع سے استفادہ کریں اور جماعت میں طلبا کو رٹ کر معلومات حاصل کرنے کے طریقے سے نجات دلائیں۔چوں کہ ان کتابوں میں دی ہوئی معلومات میں مقامی حالات اور مسائل کو متعارف کرانے کی گنجائش موجود ہے اور ان کا تجزیہ بھی کرنے کی گنجائش ہے اس لیے آپ کو فعال کردار ادا کرنے کا خوب موقع ملے گا۔ آپ اپنی جماعت میں دلچسپ لیکن محتاط سرگرمی کا انعقاد کرتے ہوئے مختلف سماجی پس منظر کے تمام طلبا کو اپنی رائے کے اظہار کا موقع فراہم کریں گے۔کسی کو یہ احساس نہ ہوگا کہ انھیں نظر انداز کیا گیا یا ان کا مضحکہ اڑایا گیا یا انھیں چپ کرایا گیا ہے۔

ایک درسی کتاب کے ذریعے نئے موضوع کو متعارف کرانا کوئی ہنسی کا کھیل نہیں۔'سماجی اور سیاسی زندگی' جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے معاصر حالات کو پیش کرتی ہے، بسا اوقات تنازع کا باعث بن سکتی ہے۔لیکن ہم اس صورت حال سے بچ نہیں سکتے۔جب آپ کسی مسئلہ پر مختلف قسم کی آرا کا اظہار کرنے کی

اجازت دیتے ہیں تو یہ تمام لوگوں کے لیے انصاف اور وقار کے احساس پر مبنی ہوتا ہے اور یہ احساس آپ کے دل کی گہرائیوں میں بسا ہوتا ہے۔ اگر آپ اس بات میں یقین رکھتے ہیں کہ اسکول ایک انصاف پسند سماج کی تشکیل کا احساس طلبا کے دلوں میں پیدا کر سکتے ہیں تو 'سماجی اور سیاسی زندگی' اسکول کو یقیناً اس عمل کے لیے موقع فراہم کرتی ہے۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ آپ ہماری اس پیش کش کو قبول کریں۔

آٹھویں جماعت کی کتاب میں کون سے موضوعات شامل ہیں؟

آٹھویں جماعت کی کتاب میں قانون کی حکمرانی اور سماجی انصاف پر خاص طور سے بحث کی گئی ہے۔ کتاب کے یونٹوں کو مندرجہ ذیل عنوانات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہندوستان کا آئین، پارلیمنٹ، عدلیہ، سماجی حاشیہ بندی اور حکومت کی اقتصادی شمولیت۔ ہر حصے کے دو باب ہیں۔ اس کتاب کے مطالعے سے طلبا کو یہ علم ہوگا کہ قانون کیا ہے اور قانون کی حکمرانی سے کیا مراد ہے۔ طلبا یہ بھی سیکھیں گے کہ قانون کا ہونا ہی کافی نہیں ہوتا، اکثر عوام کو قانون کے نفاذ کے بعد بھی اپنے بنیادی حقوق کو حاصل کرنے کے لیے مسلسل جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔

کتاب کے آخر میں آئین: ایک زندہ تصور کے عنوان سے ایک نوٹ شامل ہے۔ اس اختتامی حصے میں کتاب میں بیان کیے ہوئے خاص خاص نکات کا مجموعی طور پر خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔

منتخب مسائل کو واضح کرنے میں آٹھویں جماعت کی کتاب میں کن ذرائع سے کام لیا گیا ہے؟

کہانی بورڈ (Story Board): ہمیں گذشتہ سال کی کتاب پر جو تاثرات موصول ہوئے ان سے یہ علم ہوا کہ تصویری کہانی کا طریقہ طلبا اور اساتذہ کو پسند آیا۔ اس کتاب میں بھی تصویروں کے ذریعے واقعہ بیانی کا طریقہ استعمال کیا گیا ہے۔ اس میں اصل واقعات کو تصویری کہانی کی صورت میں پیش کرتے ہوئے بحث کی گئی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ مکالماتی انداز طلبا کے لیے دلچسپی کا باعث ہوگا اور کہانی بورڈ میں جس نظریہ اور مقصد کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے اسے بخوبی سمجھ سکیں گے۔
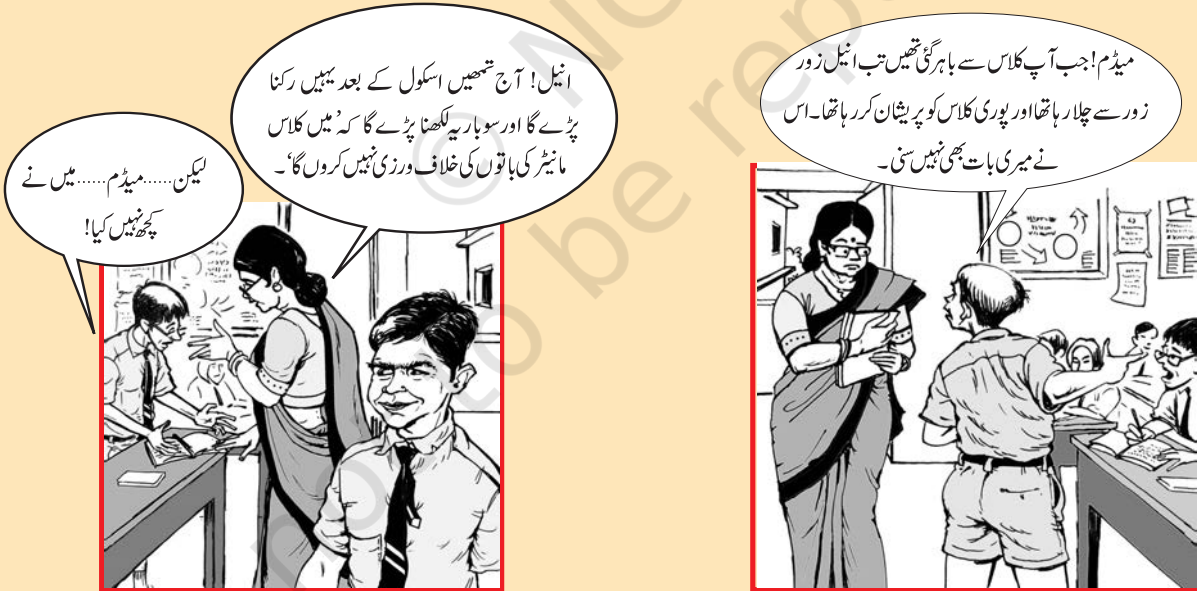
فرہنگ : وضاحت طلب الفاظ ہر باب میں نمایاں کیے گئے ہیں۔ فرہنگ لفظ لغت کے لیے استعمال نہیں ہوا۔ اس میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ کوئی خاص لفظ یا فقرہ اس باب میں کن معنوں میں استعمال کیا گیا ہے یا اس سے کیا مراد ہے۔ فرہنگ شامل کرنے کا مقصد یہی ہے کہ متن کے سمجھنے میں آسانی ہو۔ اسے زبانی یاد کرنے کے لیے نہیں دیا گیا ہے۔

اساتذہ کے لیے نوٹ: گذشتہ سال کی طرح اس سال بھی ہر یونٹ کے شروع میں اساتذہ کے لیے ایک صفحہ شامل کیا گیا ہے۔ اس میں یونٹ کے ابواب کے تدریسی نکات، نظریات اور اکتسابی توقعات کا اظہار کیا گیا ہے تاکہ اساتذہ کو جماعت میں تدریس کے دوران سہولت ہو۔

متن میں شامل اور متن کے آخر میں دیے ہوئے سوالات: گذشتہ دو کتابوں کی طرح اس کتاب میں بھی متن میں درمیان میں اور متن کے آخر میں سوالات شامل کیے گئے ہیں۔ ان سوالات میں تنوع پایا جاتا ہے۔ یہ سوالات بحث کرنے اور وجوہات معلوم کرنے، موازنہ کرنے، تفریق کرنے، نتیجہ اخذ کرنے، وضاحت کرنے، توسیع کرنے، تجزیہ کرنے اور تصویری مواد کو سمجھنے اور بیان کرنے کی صلاحیت کی جانچ کرتے ہیں۔ آخر میں دیے ہوئے سوالات عام طور سے باب میں شامل تمام درسی نکات کے اعادہ کے لیے یعنی ان کے علم کو پھر سے تازہ کرنے کے لیے اور طلبا کی تخلیقی صلاحیت کو فروغ دینے کے لیے ہیں۔ ان سوالات کا اپنی زبان میں جواب دینا طلبا کے لیے بہت ضروری ہے۔

تصویری مضمون: گذشتہ سال کی کتاب میں خواتین کی تحریک با تصویر بیان کی گئی تھی۔ اس سال بھوپال گیس سانحہ تصویروں کے ذریعے بیان کیا گیا ہے۔ تصویری مضمون طلبا کو کسی واقعہ یا سانحہ کو تصویر خوانی کے ذریعے سمجھنے کے لیے دیا جاتا ہے۔ ہر تصویر کے انتخاب میں کافی احتیاط برتی گئی ہے تاکہ جس مسئلے کو پیش کیا جا رہا ہے اس کے صحیح واقعات، خدوخال اور تاریخ کا پتہ چل سکے۔ طلبا کو تصویر خوانی کرنے اور ان پر بحث کرنے کی ہمت افزائی کی جائے اور یونہی سرسری مطالعے پر اکتفا نہ کیا جائے۔